ڈاکٹر محمد شہید اللہ

# اسلام کی امن پسندی

مسلمانوں کے ہاں خدا کا ایک نام 'سلام' ہے (۵۹ : ۲۳)۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانیت کو سلامتی کے گھر جنت کی طرف بلاتا ہے (۱۰ : ۲۵)۔ اس کا رسولؐ رحمۃ للعالمین ہے (۲۱ : ۱۰۷)۔ قرآن مجید سلامتی کی راہ دکھاتا ہے (۵ : ۱۸)۔ مسلمانوں کے مذہب کا نام ہی اسلام ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے خالق کی اطاعت کی جائے اور اس کی تمام مخلوق کے ساتھ امن و سلامتی کا رشتہ استوار کیا جائے (۲ : ۱۱۲)۔ مسلمان وہی ہے جو امن قائم کرتا ہے۔ مسلمان جب کسی سے ملتا ہے تو السلام علیکم کہتا ہے اور اسے سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ مسلمان جب اپنی دعا ختم کرتا ہے تو اپنے دائیں اور بائیں سر کو حرکت دیتے ہوئے السلام علیکم و رحمۃ اللہ ہی کہتا ہے۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر امن کی دعا مانگتا ہے اور اس کے خدا کی طرف سے اس پر امن و سلامتی کا نزول ہوتا ہے۔

چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کا مرکزی تصور امن ہے۔ اسلام دنیا میں اس لیے آیا کہ بنی نوع انسان کو امن و سکون ملے، روحانی اور مادی طور پر زمین پر بھی اور آسمان پر بھی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ فکر و عمل میں اس کا بنیادی راستہ امن پسندی کا راستہ ہے۔ "بھلائی اور برائی ایک سی نہیں ہوتیں۔ بدی کو اس چیز سے ہٹاؤ جو بہترین ہو، جب ایسا سلوک کیا جائے گا تو پھر ایسا شخص جو تم سے عداوت رکھتا ہے وہ تمہارا ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔" (۴۱ : ۳۴)۔

بدقسمتی سے آج اسلام کے مخالفوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے صرف اسلام کی تلوار چلتی دکھائی دیتی ہے اور اسلام کا حسین چہرہ اس کے پیچھے چھپ کر رہ گیا ہے۔ لیکن یاد رکھیے یہ تلوار، تلوار تو بے شک ہے لیکن یہ کسی مطلق العنان اور جابر بادشاہ کی تلوار نہیں، بلکہ ایک منصف اور عادل کی تلوار ہے۔ یہ تلوار تشدد کے لیے نہیں ہے بلکہ ظلم کے خلاف مدافعت کے لیے ہے۔ یہ تلوار جنگ کے لیے نہیں امن کے لیے ہے۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے سے کمزور کے لیے، اور عورتوں اور بچوں کی حمایت میں جہاد نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس مقام سے ہجرت کرنے دے جہاں کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنی طرف سے ایک رہنما اور ایک مددگار عطا فرما۔" (۴ : ۷۵)

خدا کی راہ میں لڑی جانے والی جنگ کو قرآن مجید میں جہاد فی سبیل اللہ کہا گیا ہے اس کی وضاحت کے لیے قرآن مجید نے طالوت اور حضرت داؤد کی جالوت اور فلسطینیوں سے جنگ کی مثال پیش کی ہے (۲ : ۲۴۶ - ۲۵۱) ہم یہ دیکھتے

بنی اسرائیل یہ کہتے ہیں "آخر ہمیں ہو کیا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ نہ کریں۔ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور بچوں سے الگ کر دیا گیا ہے۔" اس واقعے کا انجام یوں بیان ہوتا ہے "اور یہ اگر صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ ہوتا کہ کچھ لوگ دوسرے لوگوں کو پیچھے ہٹا رہے تھے تو یقیناً زمین پر ابتری پھیل جاتی لیکن اللہ دنیا کے بارے میں فراخ دلی سے کام لیتا ہے۔"

مسلمان بے دینوں کے خلاف جنگ نہیں کرتا۔ مسلمان تو امن کا علمبردار ہے۔ امن کے حصول میں اگر اُسے اپنے ایک مسلمان بھائی کے خلاف بھی تلوار اٹھانی پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ کہا گیا ہے "اگر ایماندار لوگوں کی دو جماعتوں میں تصادم پیدا ہو جائے تو ان کے درمیان امن کا قیام عمل میں لاؤ۔ لیکن اگر ان میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ زیادتی سے کام لے تو پھر زیادتی کرنے والے کے خلاف اس وقت تک لڑو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف لوٹ نہ آئے اور جب وہ ایسا کرے تو پھر فریقین میں منصفانہ اور برابر کا سمجھوتہ کرا دو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں سے محبت کرتا ہے جو برابری کا سلوک کرتے ہیں" (۴۹ : ۹)

اسلام تو جنگ کے دوران میں بھی انتہائی عدم تشدد سے کام لیتا ہے۔ جب کسی قبیلے کے خلاف کوئی مہم سر کرنی ہوتی تو پیغمبرِ خدا مہم کے سردار کو یہ ہدایت فرماتے "زیادہ بوڑھے لوگوں کو ہلاک نہ کرنا، نہ شیر خواروں کو۔ نہ کم سن بچوں کو اور نہ عورتوں کو۔ دھوکے سے کام نہ لینا۔ وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ مردہ دشمن کے جسم اور چہرے کو نہ بگاڑنا یا مسخ نہ کرنا" (ابوداؤد اور احمد) رسول کریم صلعم نے پادریوں اور راہبوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے کسی بھی ذی روح کو جلا کر یا ڈبو کر مارنے سے منع فرمایا۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا "حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔" مہموں کے ان سرداروں کو جو لوٹ مار کرنے والوں یا دشمن قبیلوں کے خلاف جنگ کرنے جاتے ہدایات دیتے وقت آں حضرتؐ یہ فرماتے کہ وہ کبھی کمزوروں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ہمیں جو صدمات پہنچتے ہیں ان کا بدلہ لینے کے بارے میں آں حضرتؐ نے ان فوجیوں سے جنہیں بازنطینیوں کے خلاف بھیجا گیا تھا یہ فرمایا کہ خانہ نشین بے ضرر عورتوں کو کچھ نہ کہو۔ جنس لطیف کی کمزوریوں کو نظر انداز کر دو۔ ایسے بچوں کو جو ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پی رہے ہوں نقصان نہ پہنچاؤ یا جو بیمار چارپائیوں پر لیٹے ہوں انہیں تکلیف نہ دو۔ جس بستی کے باشندے مزاحمت نہ کریں ان کے گھر بار منہدم نہ کرو۔ ان کی روزی کے وسائل کو تباہ نہ کرو۔ نہ ان کے باغوں کو تباہ کرو۔ نہ ان کے نخلستانوں کو چھیڑو۔"

حضرت ابوبکرؓ نے آں حضرتؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فوج کے ایک سردار سے یہ کہا "اے یزید! اس بات کی پوری تحقیق کر لینا کہ تم نہ اپنے لوگوں پر سختی سے کام لے رہے ہو اور نہ ان کے آرام و سکون میں مخل ہو رہے ہو۔ بلکہ ان لوگوں سے تمام معاملات میں مشورہ کرنا اور وہی کرنا جو صحیح اور منصفانہ ہو۔ کیونکہ جو لوگ ان چیزوں کے

خلاف چلتے ہیں وہ پھلتے پھولتے نہیں۔ جب تمہارا دشمن سے سامنا ہو تو مردوں کی طرح اس کا مقابلہ کرو اور پیٹھ نہ پھیرو۔ اور جب تمہیں فتح حاصل ہو جائے تو کمسن بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ہلاک نہ کرو۔ نخلستانوں کو برباد نہ کرو۔ غلے کے کھیت نہ جلاؤ۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹو۔ مویشیوں کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ اور صرف اتنے ہی مویشی ذبح کرو جو تمہاری ضرورت کے لیے کافی ہوں۔ جب تم کوئی معاہدہ اور سمجھوتہ کر لو تو اس کی پابندی کرو اور اپنے لفظوں پر قائم رہو۔ جب تم آگے بڑھو گے تو تمہیں بعض ایسے مذہبی لوگ بھی دکھائی دیں گے جو دنیا کو تج کر خانقاہوں میں پڑے ہیں اور یوں اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ ہلاک کرنا اور نہ ان کی عبادت گاہوں کو منہدم کرنا۔"(۱)

مذہب میں تشدد کی ممانعت واضح طور پر قرآن مجید کی آیات میں اس طرح کی گئی ہے: "اگر تمہارے خدا کو منظور ہوتا تو یقیناً دنیا میں بسنے والے تمام لوگ اس پر ایمان رکھتے، تو کیا تم انہیں مجبور کرو گے کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں"(۱۰: ۹۹) "مذہب میں جبر نہیں ہے" (۲: ۲۵۶) یہ بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کے دو بیٹے تھے جو عیسائی تھے اور وہ یہ چاہتا تھا کہ انہیں جبراً مسلمان بنائے مگر رسولِ خدا پر اس آیت کے نزول کے باعث وہ اپنے اس ارادے سے باز رہا۔(۲) قرآن مجید تو دوسرے لوگوں کے معبودوں کے بارے میں سخت کلمات تک کہنے کی ممانعت فرماتا ہے: "جن چیزوں کو کچھ لوگوں کی طرف سے معبودوں کا درجہ دیا جاتا ہے ان چیزوں کے خلاف برے کلمات استعمال نہ کرو تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے خلاف برے کلمات کہیں۔ کیونکہ ہم نے یہ کیا ہے کہ لوگوں کو ان کے اعمال بظاہر اچھے دکھائی دیتے ہیں۔ بالآخر انہیں اپنے اللہ کی طرف واپس لوٹنا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کیا تھا" (۶: ۱۰۹)

لیکن اگر مذہب کی وجہ سے بڑے پیمانے پر اذیت رسانی کی جائے تو قرآن مجید مذہبی جنگ کی اجازت دیتا ہے "ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی ہے، جہاد کی اجازت دی جاتی ہے، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر تشدد ہوا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بغیر کسی جائز وجہ کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور جن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مالک خدا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا منشا یہ نہ ہوتا کہ بعض لوگوں کے ہاتھوں بعض لوگ شکست کھاتے تو پھر یقیناً یہ ہوتا کہ نخلستانوں کی تباہی ہوتی اور گرجوں، معبدوں اور مسجدوں کو (جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے) برباد کیا جاتا" (۲۲: ۳۹ اور ۴۰) اس سلسلے میں ایک قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ مسلمان

---

(۱) امیر علی: اسپرٹ آف اسلام

(۲) حاشیہ تفسیر جلالین جلد اول۔ مصری ایڈیشن

جو امن کے خادم ہیں ان پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ مذہبی ایذارسانی کا استیصال کریں خواہ یہ ایذارسانی مسجد کے خلاف ہو، خواہ کسی نخلستان کے، خواہ کسی گرجے یا یہودیوں کے کسی معبد کے۔ "ان کے خلاف اس وقت تک جہاد جاری رکھو جب تک کسی قسم کی ایذارسانی باقی نہ رہے اور صرف اللہ کا دین ہی پھیل جائے لیکن اگر وہ اپنی غلطی پر اصرار نہ کریں تو پھر سوائے نامنصفوں کے کسی کے خلاف کسی قسم کا عناد باقی نہیں رہنا چاہئے (۲: ۱۹۳)۔ امن کے لیے ہر صحت مند مسلمان پر جہاد کا فرض عاید کر کے اسلام نے درحقیقت یہ امن، او کے قیام کی راہ ہموار کی تاکہ دنیا میں امن کی کوششیں عمل میں آسکیں۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے یہ ظاہر ہو گا کہ صرف سیاسی یا مذہبی تشدد اور ایذارسانی کی منظم شکلوں کو ختم کرنے کے سلسلے میں اسلام موزوں انداز میں تشدد سے کام لینے کی اجازت دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی جنہیں عدم تشدد کا بہت بڑا پیامبر سمجھا جاتا ہے، ایسی حالتوں میں تلوار کے استعمال کی اجازت دی ہے (انجیل ۲۲: ۳۶-۳۸، ۵۰)۔ اس چیز کے پیش نظر کہ وہ لوگ جو سیاسی یا مذہبی مخالف نہیں ہوتے ان کے بارے میں مسلمانوں کا عمومی رویہ کیا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے "یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا کر دے اور اللہ تعالیٰ طاقتور ہے اور بخشنے والا ہے اور وہ رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے احترام سے منع نہیں کرتا جنھوں نے تمہارے مذہب کی بنا پر تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں اس لیے تمہارے گھروں سے نہیں نکالا کہ تم ان سے مہربانی سے پیش آتے ہو اور ان سے انصاف کا سلوک اختیار کرتے ہو کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے" (۶۰: ۷-۸)

"یاد رکھو کہ تم سے کسی خاص قسم کے لوگوں سے نفرت تمہیں غلط راہ پر نہ لگا دے اور تمہیں انصاف سے دور نہ لے جائے۔ انصاف کرو کیونکہ یہ چیز نکوکاری کے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔" (۵: ۹)

خود رسول کریمؐ کی زندگی صبر اور عفو کی اعلیٰ مثالوں سے معمور ہے اور یہ چیز اس وقت بھی قائم رہی جب آپؐ مقتدر ہوئے اور آپؐ کو عرب کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا تھا۔ ۲ ہجری میں ایک جنگ سے واپسی کے موقع پر پیغمبر اسلامؐ ایک سایہ دار درخت کے نیچے استراحت فرما رہے تھے اور آپؐ کی تلوار اس درخت کی ایک ٹہنی میں لٹکی ہوئی تھی۔ اچانک آپؐ شور و غل کی آواز سے جاگ اٹھے اور دیکھا کہ ایک دشمن ننگی تلوار ہاتھ میں لیے قریب ہی کھڑا ہے۔ وہ آنحضرتؐ کی تلوار پر قبضہ کر کے یہ کہہ رہا تھا "اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔" "اللہ" آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اور یہ سنتے ہی اس کا ہاتھ کانپا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آنحضرتؐ نے فوراً اپنی تلوار اٹھا لی اور اس

شخص کو اپنی فیاضی سے بخش دیا (بخاری، باب الجہاد) سنہ ۷ ہجری میں ایک یہودی عورت نے آپؐ کو زہر ملا کر کھانا کھلایا آپؐ کی جان تو بچ گئی لیکن زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا جس کے باعث آخری عمر میں آپؐ کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کے اثر سے بالآخر آپؐ کا انتقال ہو گیا۔ اس جرم کے باوجود آپؐ نے اس عورت کو بخش دیا اور اسے کسی قسم کا ضرر پہنچائے بغیر لوگوں میں رہنے کی اجازت دے دی۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور اپنے بدترین ذاتی دشمنوں کو بھی ان الفاظ کے ساتھ بخش دیا "آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ میری دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ تمہیں معاف کر دے کیونکہ وہ انتہائی رحیم ہے۔"

---


# اسلام اور رواداری

مصنفہ رئیس احمد جعفری

قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا حسن سلوک روا رکھا ہے اور انسانیت کے بنیادی حقوق ان کے لیے کس طرح اعتقاداً اور عملاً محفوظ کئے ہیں۔ حصہ اول صفحات ۲۲۴ قیمت ۴/۷ روپے
حصۂ دوم صفحات ۲۷۴ قیمت ۸/۷ روپے۔

# تہذیب و تمدّنِ اسلامی

رشید اختر ندوی

آغاز اسلام سے عہد بنو عباس تک اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ۔

حصۂ اول: تہذیب اسلامی۔ صفحات ۱۳۴۔ قیمت -/۶ روپے

حصۂ دوم: ہمارا تمدن بنو امیہ کے عہد میں۔ صفحات ۸۰۴ قیمت ۸/۷ روپے

حصۂ سوم: ہمارا تمدن بنو عباس کے عہد میں۔ صفحات ۲۱۴ قیمت -/۷ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور